AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
المصباح ریسرچ جرنل
ISSN (Online): 2790-8828- ISSN (Print): 2790-881X-
Volume III، Issue III
Homepage: https://reinci-com/ojs3308/index-php/almisbah/index
Category Y
Link:https://hjrs-hec-gov-pk/index-php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

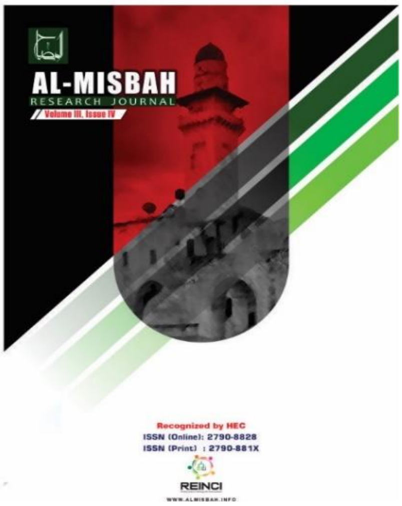

Article: سچل سرمست کے فارسی کلام میں انا کی فنا کا درس

Authors & Affiliations:

[1] **Talib Hussain Khokar**
M. Phil scholar, Urdu Department,Shah Abdul Latif University Khairpur.
Email: talibhussainkhokhar786@gmail.com

[2] **Abdul Khalique Janwari**
M. Phil scholar, Urdu Department, Shah Abdul Latif University Khairpur.
Email: darkkhp@gmail.com

Published: 02-09-2023

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.10456821

Citation: Talib Hussain Khokar, and Abdul Khalique Janwari. 2023. “ سچل سر مست کے فارسی کلام میں انا کی فنا کا درس: TEACHINGS OF THE ‘ELIMINATION OF EGO’ IN SACHAL SARMAST’S PERSIAN KALAM”. AL MISBAH RESEARCH JOURNAL, September, 133-42.

Copyright’s info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4-0 International License-

Published By: Research Institute of Culture and Ideology، Islamabad-

Indexation’s

ASIAN Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
EuroPub
Academic Resource Index ResearchBib
BASE
DRJI
OCLC WorldCat
SOCIETY FOR INDEXING AND IMPACT FACTOR SERVICE ROOTINDEXING
Google Scholar

REINCI

سچل سرمست کے فارسی کلام میں انا کی فنا کا درس

TEACHINGS OF THE "ELIMINATION OF EGO" IN SACHAL SARMAST'S PERSIAN KALAM

*Talib Hussain Khokhar
**Abdul Khalique Janwari

ABSTRACT

Sachal Sar Masat (1739-1827) was a great Sufi from Sindh۔ Sachal urges to root out the ego،، Persian poetry of Hazrat Sachal Sarmat is analyzed here under the sub topic of،" Sachal's lesson for eliminating ego۔" In this write up، it is explored that by Sachal ego is the main impediment in achieving the height of spiritual status۔ He strongly advocates to end it۔ He adds that the worship in any form under the shadow of ego is of no use، he is the staunch supporter of love، and his message is replete with such instances۔ No doubt، Sachal Sarmat is Mansoor Saani۔ He is the torch bearer of Sufi School of thought۔ He wrote in different seven languages۔ He is believed as top multi linguistics۔ His poetry retains guiding principles for the students of spirituality and mysticism۔

Key words: *Eliminating ego، Spirituality، Mysticism، Sufi School، Sachal Sarmast.*

دنیا میں موجود زبانوں کے آٹھ خاندانوں پر نظر دوڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کا تعلق ہندیورپی زبان سے ہے، جہاں فارسی سے جدید فارسی اور کردستانی بھی جنم لیتی ہے۔ فارسی ایران، افغانستان اور تاجکستان میں بولی جانے کے ساتھ ساتھ دفتری زبان کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ اس نے جنوبی ایشیا میں تعلیمی اور ثقافتی زبان کا امتیاز حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مغل دوٗر حکومت میں سرکاری زبان بھی بنی، اور 1935 میں اس کی سرکاری حیثیت کو ختم بھی کر دیا گیا۔ فارسی زبان کی اہمیت کی ایک خاص اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ عربی کے بعد مسلمانوں نے اسے اپنایا۔

اہل علم، علماء کرام اور دینی مدارس سے وابستہ لوگ فارسی سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ بہت مشہور اور مقبول شخصیات میں، عمر خیام، امام غزالی، داتا گنج بخش علی ہجویری، حافظ شیرازی اور امیر خسرو وغیرہ شامل ہیں۔ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کی شاعری کا بہت حصہ فارسی پر مشتمل ہے۔ آج کے اس موضوع سچل کے فارسی کلام میں انا کی فنا کا درس بھی فارسی کی اہمیت اور حضرت سچل سرمست کے فکر کو بلند و بالا بناتا

*M. Phil scholar, Urdu Department, Shah Abdul Latif University Khairpur.
**M. Phil scholar, Urdu Department, Shah Abdul Latif University Khairpur.

ہے۔ انا کی فنا پر بات کرنے سے پہلے انا کے معنی و مفہوم کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ انا اور خودی مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ فیروز اللغات کے مطابق۔

"انا کے معنی ہیں۔ خودی، خودداری"[1]

خودی کے معنی ہیں۔ اپنا آپ، تکبر، غرور"[2]

فارسی میں اسے مختلف ناموں، ماؤمن، بود، ہستی وغیرہ جیسے ناموں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وجود، انانیت، سندھی میں آ°۰ وغیرہ بھی انا کے مفہوم کے لیے استعمال ہوئے ہیں انا کبھی بھی کسی کے آگے جھکنے نہیں دیتی چاہیے غلطی ہی کیوں نہ ہو، باشعور آدمی انا کو پہچان لیتا ہے، باقی عام لوگ اس کو پہچاننے سے قاصر رہتے ہیں۔ اور یہ پردہ تمام عمر حائل رہتا ہے، اس پردے کو ہٹانے کے لیے محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ انا کو ہمیشہ محبت ہی ختم کرتی ہے۔ اپنی غلطیوں کو نا ماننے سے انا کا مینار مزید بلند و بالا ہو جاتا ہے، اور انا پرست شخص کے لیے بہت ہی تسکین الامر ہوتا ہے۔

معاشرتی جھگڑوں میں بھی انا (EGO) کا بہت ہی اہم کردار ہوتا ہے۔ جھگڑا چاہے باپ بیٹے کا ہو، بہن بھائی کا ہو، دو خاندانوں کا ہو یا دو ملکوں کا، انا اپنا کردار بہت اچھی طرح ادا کرتی ہے۔ مطلب کہ، یہ انا کا زہر ہماری زندگیوں کو تباہ برباد کر دیتا ہے۔

انا پرست نہ خدا کی پرواہ کرتا ہے نہ مخلوق کی، اور حقیقت تو یہ ہے کہ خدا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا اور بھٹکنا اس کی قسمت بن جاتا ہے۔ انا انسان کو ہمیشہ پستی کی طرف دھکیلتی رہتی ہے، محبت، دوستی، انسانیت اور انا معاشرتی طور پر ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ اور ہمیشہ اکثریت میں انا جیت جاتی ہے اور انسانیت ہار جاتی ہے۔ انا پرستی اور خود پرستی کے خول میں خود کو قید کرنا انسانی تقاضاؤں کے خلاف ہے۔ مختلف کالم نگاروں نے انا اور خودی کے استعمال کو الگ الگ، انا کو ego اور خودی کو self کے ناموں سے بھی پیش کیا ہے۔ سچل سرمست نے اپنے دیوان آشکار میں انا کو ماؤمن، خودی اور ہستی کے نام سے بیان کیا ہے۔

صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی نے انا کو "ذوق خود بینی" سے تعبیر کیا ہے۔

تجھ میں جب تک ہے ذوقِ خود بینی۔

تیرا شوق نماز بے توقیر۔

بھول جا اپنے آپ کو پہلے۔

زیب دے گی زباں کو پھر تکبیر"[3]

صوفی فقیر شاعر جانن چن نے سندھی میں انا کو مترادف لفظ۔ "آ°۰" سے تعبیر کیا ہے۔

"جانن چن چویجگ ۾ نہ سیر سڏاء نہ پاء۔
آکڙ ۽ الله ڪڏھن نہ ٿيیا پاڙ ۾"[4]

عبدالوہاب فاروقی المعروف سچل سرمست، منصور ثانی سن 1739 میں ضلع خیر پور کی ایک بستی درازا شریف میں تولد ہوئے، اور سن 1827 میں وفات پائی۔[5] فارسی کلام میں آپ کا تخلص آشکار اور خدائی ہے۔ فارسی میں آپکی تصانیف درج ذیل ہیں۔

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

دیوان آشکار، دیوان خدائی، مثنوی عشق نامہ، مثنوی رہبر نامہ، مثنوی راز نامہ، مثنوی درد نامہ، مثنوی گداز نامہ، مثنوی نار نامہ، مثنوی وحدت نامہ، مثنوی وصلت نامہ، غزلیات، رباعیات، فردیات، نکتہ تصوف وغیرہ شامل ہیں۔ سچل سرمست کو صرف فارسی پر عبور نہیں تھا بلکہ وہ مختلف سات زبانوں کے شاعر "ہفت زبان شاعر "مانے اور جانے جاتے ہیں، ہفت زبان شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ زبان دان بھی مانے جاتے ہیں۔

> "مختلف زبانوں میں موجود کلام، سچل سرمست بذات خود اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ آپ کو کافی زبانوں پر عبور حاصل تھا، اور مطالع کلام سے مزید واضح ہوتا ہے کہ آپ کے پاس ان زبانوں کا وسیع ذخیرہ الفاظ بھی موجود تھا۔ مختلف زبانوں پر عبور، وسیع مشاہدے اور مطالعے کی بدولت آپ نے جس بھی زبان میں شاعری کی اس کے ذخیرے اور نئے الفاظ، تشبیہات اور استعاروں کا اضافہ فرمانے کے ساتھ ساتھ ان کو جدید انداز میں استعمال کرنے کی بھی مہارت رکھتے تھے۔"[6]

انا کی آگ انسان کو جلا دیتی ہے، انسان اپنے آپ کو اپنی اصل شکل میں پیش نہیں کر پاتا۔ انا انسان کو بہت دور لے جاتی ہے، اپنوں سے، اپنے آپ سے، خالق سے، مخلوق سے، وہ صرف اور صرف خود کو دیکھتا ہے، خود کو سوچتا ہے، اور بس خود ہی ہوتا ہے۔ انسان کی یہ حالت اسے سرکش بنا دیتی ہے، ابلیس کی مثال سے آپ سب واقف ہیں۔ وہ خالق جو شہ رگ سے قریب رہتا ہے۔ بندہ اس کی موجودگی اور قرب سے بے خبر بن جاتا ہے۔ اس کی نظر پر، عقل پر، سوچ پر انا کے پردے پڑ جاتے ہیں، انا لوہے کا وہ خول بن جاتا ہے، جہاں انسان خود کو قید کر لیتا ہے، وہاں انسان اور انا ساتھ رہتے ہیں۔ وہ ایک سے دو بن جاتے ہیں، پھر دوئی اور انانیت ان کا مقصد حیات بن جاتا ہے۔ مگر جب انسان انا کے خول کو توڑ کر باہر نکلتا ہے۔ تو خدا تک جا پہنچتا ہے۔ انا کو فنا کرنا ہی مقصد حیات ہے۔ اس میں ہی انسان کا عروج اور انسانیت کا معراج ہے۔ یہاں پہنچ کر انا نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ اور انسان بحر بے کراں بن جاتا ہے۔ اس حالت کو سچل نے کچھ یوں بیان کیا ہے۔

"عجب موجے کہ بگذشت از سرما۔
غرق گردید ماؤ من بہ یک جا"[7]

"یہ ایک عجیب موج تھی، جو ہمارے سر سے گذر گئی، ساری انا اس وقت اسی جگہ پر غرق ہو گئی۔"

سچل نے یہاں راز سربستہ کی بات کی ہے، جو اصل حقیقت ہے۔ جب دل و دماغ پر وحدت کا طوفان وار کرتا ہے، تب انا غرق ہو جاتی ہے۔ پھر خدا اور بندے کے درمیان کچھ باقی نہیں رہتا۔ سچل کی انا بھی جب ختم ہوئی، تب اس کے اور خدا کے درمیان باقی کچھ نہ رہا۔ انا کی چٹان کو پارہ پارہ کرنے والی اس موج کا نام "موج حق" ہے، جو خدا کی بندگی اور عشق خدا سے حاصل ہوتی ہے۔ جو سچل کو حاصل ہوئی، جس سے انا کی فنا ہوئیجب انا کی فنا ہو جائے تو باقی کچھ گمان نہیں رہتا کہ اس خالق کے سوا بھی اس جہاں میں کچھ ہے، بس پھر وہ خالق حقیقی نظارے دکھاتا ہے، بقول خواجہ میر درد۔

"ہے غلط اگر گمان میں کچھ ہے

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 133-142

تجھ سوا بھی جہان میں کچھ ہے"[8]

عاشق کبھی مایوس اور ملول نہیں ہوتا، اس کی جستجو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ سچل ایسا عاشق حق ہے۔ جو میدان عمل میں رہتے ہوئے بھی اپنے خدا سے انا کی قید و بند سے آزاد رہنے کی دعا مانگتا رہتا ہے، کہ کہیں انا اس کے عشق میں رکاوٹ نہ بن جائے، اس بات کو سچل اپنے انداز میں کچھ یوں بیان کرتا ہے۔

"خداوند تو بر من رحم فرما۔

رہائی دہ مرا از قید من ما"[9]

اے اللہ مجھ پر رحم فرما، اور مجھے ماؤمن (انا) کی قید سے آزاد کر۔

جب تک انسان میں انا ہے، تب تک وہ عشق الاہی، ولایت، بزرگی یا کسی بھی رتبے کو حاصل نہیں کر سکتا۔ انا وہ دیوار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان قائم ہو جائے تو بندہ اپنے خدا کی تمام صفات سے محروم رہتا ہے۔ اس لئے سچل سرمست اپنے خدا سے التجا کرتا ہے کہ مجھے انا کی قید سے آزاد کر، تاکہ میں تیرے حقیقی جلوے اپنے من کی آنکھ سے دیکھ سکوں۔ تیری اس دنیا میں آنے کے بعد اگر تجھ سمیت تیری دنیا کی خوبصورتی، جلوہ گری دیکھنے سے محروم رہا تو میرا اس دنیا میں آنے کا کیا مقصد رہ گیا، بقول خواجہ میر درد۔

"تجھ کو جو یاں جلوہ گر نہ دیکھا

برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا"[10]

محبوب حق کی سچی یاد اپنے آپ سے بیگانہ کر دیتی ہے، جہاں زندگی کا اصل مقصد اور اصل مزہ ملتا ہے، جس میں سرمستی اور سرشاری نصیب ہوتی ہے۔ سچل فرماتے ہیں۔

"بر درگاہ عالی روز و شب من سائلم۔

کن ز لطف خویش روزی دست افشانی مرا"۔[11]

"سائل بن کر حاضر رہتا ہوں، اپنے لطف و کرم سے کسی دن مجھے جذبہ خودی عطا فرما۔"

سچل از خود رفتگی کا طالب ہے سرشاری اور مستی چاہتا ہے، وہ باقی تمام راستوں کو چھوڑ کر حق کے راستے کی تلاش میں ہے۔ جہاں کا ایک پل کئی زندگیوں کے بدلے بلند و بالا ہوتا ہے۔ جہاں ظاہر اور باطن ایک ہو جاتے ہیں، سچل یہی جذبہ بے خودی چاہتا ہے۔ اس کے لیے سائل بنتا ہے۔ تاکہ مجھے وصل عطا کر اور میں تیرے جلوے دیکھ سکوں، اور تیری وحدت اور تیری بندگی میں مصروف ہو جاؤں پھر مجھ میں انا باقی نہ رہے بس تو ہی تو ہو، جیسے سامی فرماتے ہیں۔

"عجائب عقل سالک ڈنو سک سان

سمجھی روح راضی تھیو، چھڈے ھنگامو ھل۔

وحدت میں واصل پرچی تھیو پریم میں"[12]

انا خدا اور بندے کے درمیان وہ حجاب ہے جو کبھی بھی خدا اور بندے کو ملنے نہیں دیتا، بندہ انا کی وجہ سے اپنی اصل ہستی اور اصل شکل میں نہیں رہتا۔ اور جب تک اصل شکل میں نہیں آتا تب تک وصال ممکن ہی نہیں۔

"باش یکبار از خودی بے زار۔

درمیان ماؤ من حجاب حجاب"[13]

"انا سے فوراً علیحدگی اختیار کر، یہ جو ماؤ من (انا) درمیان آگیا ہے سراسر حجاب ہی حجاب ہے۔"

وصل ہمیشہ تب ممکن ہوتا ہے جب بندہ اپنی اصلیت میں موجود ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ انا اور دوئی کے خول بھی انسان پر چڑھے ہوئے ہوں، اور وصل بھی ہو۔ انا اور دوئی کی بدولت خدا اور بندے کے درمیان حجاب ہی حجاب رہتا ہے۔ جب تک انا کا وجود باقی ہے تب تک خدا اور اس کی خدائی کو پانا ناممکن ہے، کیوں کہ دو سے ایک ہونا تب ممکن ہے جب انا کا عمل دخل نہ ہو، انسانی وجود انا سے مکمل خالی ہو، خالص ہو۔۔

شاہ عبداللطیف بھٹائی فرماتے ہیں،

"خودی ۽ خدا ڪين ماڻيندا من ۾

ٻن ترارين جاء ڪانهي هڪ مياڻ ۾"[14]

اور جب حجاب ختم ہوتا ہے تو خطاب ہی خطاب ہوتا ہے۔ اور بندہ اصل کیف و سرور سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اس لیے انا کو فنا کرنا، انا سے علیحدگی کرنا ہی وصل کی اصلیت ہے۔ عاشق کی منزل زاہد سے بہت آگے ہے، عاشق، زاہد کو نفس کی خواہشات سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور خود انا کا خول توڑ کے محبوب کو پاتا ہے۔ سچل سرمست فرماتے ہیں۔

"باز داری نفس را آرزو ہا زاہدا۔

عاشقان شد از خودی بے زار دیگر ہیچ نیست"[15]

"اے زاہد اپنے نفس کو خواہشات سے روک عشاق انا سے بیزار ہیں اور کچھ نہیں۔"

عشق سچا ہو تو یار کے علاوہ اور کوئی بھی چیز نظر نہیں آتی۔ آنکھیں کھلی ہوں یا بند بس محبوب ہی نظر آتا ہے۔ عاشق خواہشات سے دور بھاگتا ہے، اور انا کو پاس تک نہیں آنے دیتا، تب اسے سولی پر بھی محبوب جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے سچل نے منصور کی عاشقی کا تذکرہ کچھ یوں کیا ہے۔

"نعرہ انا الحق زدہ، منصور اندر بے خودی۔

رتبہ عاشق بود بردار، دیگر ہیچ نیست"[16]

منصور نے بے خودی میں انا الحق کا نعرہ لگایا، عاشق کی شان تو سولی پر لٹکنا ہے اور کچھ نہیں۔۔

رندی اور قلندری ایسے ہی نہیں عطا ہوتی، اس کے لیے خود کو خالص کرنا پڑتا ہے، خالص ہوتے ہی وہ منتظر محبوب جو عاشق بھی ہے" جس نے اپنا حسن دیکھنے کے لیے آدم اور حوا بنائے تھے" مل جاتا ہے۔ اور اس کے ملتے ہی دنیا کے رنگ تبدیل ہو جاتے ہیں، بے رنگ نظاروں میں

رنگینی نظر آنے لگتی ہے۔ فضائیں پر کیف ہو جاتی ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے روح کی تار اس محبوب سے جڑی ہوئی ہو اور انا کا وجود باقی نہ ہو، جس طرح فقیر حضور بخش شاہ فرماتے ہیں،

"ماہی اساڈے من وچ وسدا

لاتن من اندر تنواراں وے

یار حضور سانکوں رانجھن ملیا

تھیئڑم باغ بہاراں وے" سچل کہتا ہے" [17]

وہ لوگ سراسر نقصان میں ہیں، جو انا کو مثبت پہلو سمجھتے ہیں۔ جبکہ، انا صرف اور صرف نقصان ہے، ہر سمجھدار آدمی اس چھٹکارا پانے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔ اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔ تاکہ، اس مالک کا پسندیدہ بندہ بن سکے۔ اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے۔ جھوٹی انا کے پجاری کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی اپنی ذات سے مطمئن، ان کا انجام صرف نقصان ہے، جو ان کو عمر کے ایک حصے میں مل کے رہتا ہے۔ اور حضرت سچل سرمست فرماتے ہیں کہ:

"رندی و قلندری بمادار۔

ازماؤمنے خیال بربست" [18]

"ہم کو رندی اور قلندری عطا کر دی اور ماؤمن (انا) سے توجہ ہٹا دی۔"

رندی اور قلندری انسان کو مست بنا دیتی ہے، پھر دین و دنیا اس کی ترجیح میں نہیں رہتے، اس کی پہنچ حق تک ہو جاتی ہے۔ ایسی کیفیت انا سے پاک ہونے کے بعد عطا کی جاتی ہے۔ انا کی قید میں رہ کر ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ انا ترک کرنے کے بعد، بندے کا رشتہ اس محبوب حق سے جڑ جاتا ہے، اور بندے کی نظر میں دنیا کی باقی چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ دنیا کی ساری رنگینیاں بے رنگ ہو جاتی ہیں۔ پھر سارے رنگ اور تمام خوبصورتیاں اس محبوب حق میں نظر آتی ہیں۔ سچل فرماتے ہیں۔

"از خود بگذشتم نہ خبر دارم از خود۔

نہ ہجر در آنجا نہ وصال ست نہ ہیہات" [19]

میں نے خودی (انا) کو ترک کر دیا، اپنی خبر بھی نہیں رکھتا، میں جس مقام پر فیض ہوں، وہاں نہ فراق ہے نہ وصال نہ رنج و غم اور نہ حیرت و تعجب۔ اعلیٰ مقام انا کا خول توڑنے کے بعد ہی ملتا ہے، اور انا کا خول تب تک نہیں ٹوٹتا جب تک عشق نہ ہو جائے۔ عشق سے پہلے ممکن ہی نہیں کہ، محبوب حقیقی سے وصل کی خواہش ہو، کیوں کہ انا کا خول دل و دماغ پر قابض ہوتا ہے۔ جب عشق ہوتا ہے تو یہ خول ٹوٹتا ہے، اور وصل کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اور شدت سے ہوتی ہے، پھر آسمان اور زمین کی وسعتیں اپنے دل سے کم لگتی ہیں۔ بقول خواجہ میر درد۔۔۔

"ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے

میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے" [20]

اور جب عشق اپنا رنگ دکھاتا ہے، تب فراق وصال، رنج وغم کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس منزل سے آگے بھی سچل نے کہ دیا کہ،

"مارا نہ صلاح وند ورع نہ زہد نہ تقویٰ۔

جز عشق بہ تحقیق بود ایں ہمہ آفات"[21]

"ہمیں نیکی، پرہیز گاری اور زہد و تقویٰ کی ضرورت نہیں ہے، سچی بات یہ ہے کہ عشق کے سوا یہ تمام چیزیں مصیبت ہیں۔"

یہاں سچل نے عبادات میں عشق کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے، بغیر عشق کے انا کے ساتھ زہد و تقویٰ جیسی چیزین بھی بیکار ہیں۔ اللہ عزوجل کی ذات واحد ہے، وہ خالق بھی ہے اور مالک بھی، اور اس کا کوئی شریک نہیں، وہ یکتا اور قدیم ہے، اس واحد ذات کو تب تک نہیں پایا جا سکتا، جب تک بندہ انا کی قید وبند میں ہے۔ وہ اپنی ذات میں واحد بھی ہے اور خالص بھی۔ بندے کو اس حق سے وصل کے لیے خالص ہونا پڑے گا، پھر کہیں وصل ممکن ہے، کیوں کہ یہاں دوہرے روپ کی کوئی اہمیت نہیں۔ جب تک انا ہے محبوب حق کو پانا ناممکن ہے، حتیٰ کہ، اسے محسوس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جب انا کا خاتمہ ہو گا تو اس ذات واحد سے عشق پیدا ہو گا۔ پھر وہی ناظر بھی ہے اور منظر بھی۔ ناکامی کا سبب انا ہی ہے، جو شخص انا کو چھوڑ دیتا ہے، اس قید سے آزادی حاصل کر لیتا ہے وہ کامیاب اور کامران ہوتا ہے۔ محبوب سے وصال کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے آپ کو بیچ میں نہ لاؤ، جسم و جان کی مادیت کو ختم کرنا پڑتا ہے، انکو حقیقت ملتی ہے، اور انا کی فنا سے ہی روحانیت پیدا ہوتی ہے، تب جا کر کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ محبوب حق سے ملنے کے لیے انانیت اور دوئی سے جنگ کرنا ہو گی، یقیناً یہ جنگ۔ بہت مشکل اور کٹھن ہے، جو ہر شخص نہیں کر سکتا۔ بس، ایسا وہی کرتے ہیں جو محبوب کے سچے عاشق ہیں، اور وصل کا اصل مزہ چکھنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ مزا ایسے نہیں مل جاتا، اس کے لیے خدا کی وحدت کو سمجھنا اور ماننا پڑتا ہے، اور وحدت انا کے جانے سے ہی آتی ہے۔ انا کے ہوتے ہوئے وحدت کو سمجھنا ناممکن ہے۔ بقول سچل سرمست،

"ثابت سچل سچاری یارن جی یاد یاری

وحدت جن وساری ۔ من، تن مٹی انا سی"[22]

اصل جنگ تو انا کے ساتھ ہے، محبوب تو کب کا منتظر ہے، ہم ہی ناکام ہیں، جو انا کو خود سے جدا نہیں کر پاتے، اور اپنے آپ کو انا سے الگ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ اور جب انانیت اور دوئی سے آزاد ہو جاتے ہیں تب ہم اور "وہ" ایک ہوتے ہیں۔ اپنی ہستی کی پہچان، انا کو ختم کرنے سے ملتی ہے، اور اپنی پہچان سے اس ذات حق کو پہچانا جا سکتا ہے۔ لیکن جب تک اپنی ذات میں انا موجود ہے تب تک ممکن نہیں کہ، ذات حق کی پہچان ہو،

مگر دوئی کے ہوتے ہوئے، یہ ممکن ہی نہیں کہ، وہ تیرے اور مالک کے درمیان انا کی دیوار ہٹ سکے، جب تک تجھ میں دوئی ہے، انا ہے تو ناکام ہے۔ دوئی کے بغیر ہی تجھے حق کا نظارہ عطا ہو گا۔ اس سے پہلے ہر گز نہیں۔ بقول شاہ عبد اللطیف بھٹائی۔

"ٻيائي کي ٻک جن وڌو سي ورسيا"[23]

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 133-142

جب تو انا کو ترک کر دے گا تب تجھے وہ ذات حق نظر آئے گی، پھر تو بے خبر نہیں رہے گا، تجھے تیرا وجود خالص اور اصل معلوم ہو گا۔ پھر تو ہی تو ہے اور کوئی نہیں ہے۔ سچل فرماتے ہیں۔

"ورع نفسک فتعال گفت آن یار۔
خیال از جسم و جان و دل بر دار"[24]

محبوب نے فرمایا پہلے اپنے آپ سے دستبردار ہو، پھر میرے پاس آ جسم قلب اور روح سے اپنی توجہ ہٹالے،

انا بہت بڑی بیماری ہے، اور اس کا طبیب تو خود ہے، اس کا علاج کر، اس سے شفا پا، اور یہ کسی قلعہ فتح کرنے سے کم نہیں۔ سچل انا کو بہت بڑی اور بری بیماری سمجھتا ہے، جو بندے کو اپنے خالق حقیقی سے ملنے سے دور رکھتی ہے۔ انا کی موجودگی میں کوئی بھی بزرگی یا ولایت عطا نہیں ہو سکتی، جب تک بندے میں انا موجود ہے، وہ خدا کی صفات سے محروم رہتا ہے، انا کی موجودگی میں بندے کا وجود خالص نہیں ریتا۔ جس کی وجہ سے خدا اور بندے میں حجاب رہتا ہے، انا کے ہوتے ہوئے رندی اور قلندری جیسی صفات بندے میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک بندے پر انا کا خول چڑھا ہوا ہے، تب تک محبوب حق سے وصل ممکن نہیں، اور یہ آسان کام نہیں کہ صرف چاہنے سے انا اور دوئی کا خول ٹوٹ جائے۔ اس خول کو توڑنا کسی قلعے کو فتح کرنے سے کم نہیں ہے۔ انا کو ختم کرنے کے لیے بہت تکلیف سے گذرنا پڑتا ہے، اپنی ہستی کو فنا کرنا پڑتا ہے، وہ ظاہری شخصیت جس کی دنیا والے تعظیم و توقیر کرتے ہیں، اسے پارہ پارہ کرنا پڑتا ہے، تب جا کر محبوب حق کی نظر میں تعظیم و توقیر پیدا ہوتی ہے، اور پھر جو نظر کو منظر ملتا ہے، وہ منصوری کیفیت کا نام ہے، جہاں سولی پر بھی محبوب نظر آئے، اور بن لٹکے رہا نہ جائے۔ اس لٹکنے جیسی کیفیت میں ہی انا کی فنا ہے۔

نتائج و تجاویز

- انا انسان کے لیے سراسر نقصان ہے۔
- انا کا پجاری خالق اور مخلوق سے دور ہو جاتا ہے۔
- انا پرست شخص اپنے لیے لوہے کا خول تیار کرتا ہے جس میں وہ خود قید ہو جاتا ہے۔
- انا پرست شخص کبھی بھی خدا کے حقیقی جلوے نہیں دیکھ سکتا۔
- انا پرست شخص ہمیشہ مایوس و ملول رہتا ہے، حقیقی خوشی اس سے کوسوں دور رہتی ہے۔
- انا پرست شخص ولایت، بزرگی، عشق الاہی جیسی لازوال نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔
- انا خدا اور بندے کے درمیان وہ پردہ ہے، جو کبھی بھی حقیقی نظارے نہیں دیکھنے دیتی۔
- انا وصل کے اصل مزے سے محروم رکھتی ہے۔
- انا ختم کرنے کے بعد ہی اپنی اصل ہستی کی پہچان ہوتی ہے۔
- انا پرستی انسان پر واجب الادا قرض ہے، اور قرض ادا کرنا لازم ہے۔

انسان کو چاہیے کہ، انا کو ختم کرے، اور اپنے انسان ہونے کے اصل پہلو کا مزہ لے، انا کے خول میں جکڑے رہنا انسانیت کے اعلیٰ ترین پہلو کے خلاف ہے۔ جو شخص انا پرستی چھوڑ دیتا ہے اس کا خدا اسے، مخلوق سے اور خود ست تعارف ہو جاتا ہے۔ انا پرست شخص کی عبادات قابل قبول نہیں۔ انسان اور انسانیت کا عروج اور معراج صرف اور صرف انا کے خاتمے میں ہے۔ سچل نے اپنے پیغام میں یہی بات سمجھائی ہے کہ، انا کی چٹان کو پارہ پارہ کر دو، انا کے خول سے آزادی حاصل کرو، اور اپنے ظاہر اور باطن میں ایک ہو جاؤ، اور انسانیت کے معراج کا لطف اٹھاؤ۔

حواشی وحوالہ جات

[1] مولوی فیروزالدین، فیروزاللغات جامع، اشاعت اول (لاہور: فیروز سنز لمیٹیڈ 2014) ص 124

[2] مولوی فیروزالدین، فیروزاللغات جامع، اشاعت اول (لاہور: فیروز سنز لمیٹیڈ 2014) ص 199

[3] شیخ ایاز، رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائی، منظوم اردو ترجمہ، اشاعت اول (کنڈیارو: روشنی پبلیکیشن 2010) ص 190

[4] یاور علی کاظمی، حق اثبات، اشاعت اول (کنڈیارو: روشنی پبلیکیشن 2009) ص 85

[5] محمد اقبال حسین نعیمی، تذکرہ اولیاء سندھ (کراچی: علمی کتاب گھر 1997) ص 233

[6] ڈاکٹر محمد یوسف خشک، مدیر، الماس "تحقیقی مجلہ" (خیرپور: شعبہ اردو شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور 2006) ص 125

[7] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 14

[8] خواجہ میر درد، دیوان درد، جلد 3 (نیو دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ 1989) ص 161

[9] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 14

[10] خواجہ میر درد، دیوان درد، جلد 3 (نیو دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ 1989) ص 161

[11] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 14

[12] محمد ابراہیم جویو، شاہ سچل سامی ھک مطالعو (کنڈیارو: روشنی پبلیکیشن 2006) ص 13

[13] 13. قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 56

[14] محمد ابراہیم جویو، شاہ سچل سامی ھک مطالعو (کنڈیارو: روشنی پبلیکیشن 2006) ص 94

[15] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 61

[16] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 62

[17] فقیر سید حضور بخش شاہ، اھو نینھن نہیں اج کل دا (گھوٹکی: سید صوفی صحبت اکیڈمی 2015) ص 96

[18] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 71

[19] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست" (حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981) ص 77

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 133-142

[20] خواجہ میر درد، دیوان درد، جلد 3(نیو دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ 1989)ص 101

[21] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست "(حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981)ص 78

[22] محمد ابراہیم جویو، شاھ سچل سامی ھک مطالعو(کنڈیارو: روشنی پبلیکیشن 2006)ص 12

[23] محمد ابراہیم جویو، شاھ سچل سامی ھک مطالعو(کنڈیارو: روشنی پبلیکیشن 2006)ص 98

[24] قاضی علی اکبر درازی، دیوان آشکار، "حضرت سچل سرمست "(حیدرآباد: محکمہ اوقاف سندھ 1981)ص 147

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X